

اسلام آباد میں مندر کی تعمیر اور مسجد کی تخریب

ایک بار ایک سیاسی جماعت کے سربراہ نے کہا تھا کہ بیوروکریسی وقفے وقفے سے سانس لیتی ہے اور بعض اوقات کوئی ایسا پرانا ایشیاپنی فائلوں سے نکال کر لاتی ہے، جس سے پورا پاکستان اضطراب میں مبتلا ہو جاتا ہے، کچھ ایسا ہی آج کل اسلام آباد میں مندر بنانے کے بارہ میں ہوا ہے۔ یہ بات تو حقیقت ہے کہ موجودہ وفاقی حکومت اسلام اور مسلمانوں کے بارہ میں سوچنے اور ان کی فلاح میں پالیسیاں بنانے سے زیادہ غیر مسلموں کے بارہ میں عملی کام کرنے کے بارہ میں زیادہ رغبت رکھتی ہے، چاہے وہ سکھوں کے لیے کرتار پورہ بارڈر کھولنے کا فیصلہ ہو یا ہندوؤں کے لیے مندر بنانے کی پالیسی یا قادیانیوں کو ہر سطح پر نوازنے کا معاملہ۔ اور شاید یہ حکومت سمجھتی ہے کہ مغربی دنیا اس طرح کے اقدامات سے ہمیں زیادہ قابل قبول گردانے گی، لیکن یہ اُن کی بھول ہے، اس لیے کہ مغرب ہمیشہ اپنے مفادات کے تابع رہتا ہے، اسے کسی جماعت، یا شخصیت سے کوئی زیادہ دل چسپی نہیں ہوتی، لیکن اس سے قطع نظر آج کل اسلام آباد میں مندر بنانے کی مہم زوروں پر ہے، بعض اس کے حق میں ہیں اور بعض اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اسلام غیر مسلموں کے حقوق کا ضامن ہے، لیکن اس کے کچھ حدود اور قیود ہیں۔

اسلام آباد میں مندر بنانے کی سوچ اور اس کی ابتداء کیسے ہوئی؟ اخبارات کی خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۷ فروری ۲۰۱۶ء میں متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کی سینیٹر سربین جلیل جب سینیٹ کی

انسانی حقوق کی کمیٹی کی سربراہ تھیں، انہوں نے یہ حکم جاری کیا کہ اسلام آباد میں موجود آٹھ سو ہندوؤں کے لیے شمشان گھاٹ اور مندر کی جگہ مختص کی جائے۔ اس کے لیے ہندوؤں نے نواز شریف دور میں چار ہزار گز کا پلاٹ حاصل کر لیا، حالانکہ اسلام آباد میں پہلے سے کئی مندر موجود ہیں اور وہ سب ویران پڑے ہیں اور سب سے قریب ترین مندر سید پورہ اسلام آباد میں ہے۔

حکومتی حلقوں سے سب سے پہلے اس مندر بنانے کے خلاف مؤثر آواز اسپیکر پنجاب اسمبلی جناب پرویز الہی صاحب نے بلند کی اور کہا: پاکستان جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا اور اس کے دار الحکومت اسلام آباد میں بنانا نہ صرف یہ اسلام کی روح کے خلاف ہے، بلکہ ریاست مدینہ کی توہین ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور خاتم النبیین ﷺ نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت اللہ شریف میں موجود تین سو ساٹھ بتوں کو توڑا تھا اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ: ”حق آیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے ہی والا تھا۔“ ہم اقلیتوں کے حقوق کے ساتھ ہیں، پہلے سے موجود جو مندر ہیں ان کی مرمت کی جانی چاہیے۔ یہ ان کا حق ہے، اس میں کوئی بھی رخنہ ڈالنے کی کوشش کرے وہ شرعی و قانونی مجرم ہے۔

البتہ اسلام آباد ایسا شہر ہے جو زمانہ قدیم سے مسلمانوں کی ملکیت چلا آ رہا ہے اور اس کی بلدیاتی حیثیت بھی مسلمانوں نے قائم کی ہے، اس لیے اسلام آباد میں ہندو برادری کے لیے نیا مندر بنانا شرعی لحاظ سے درست نہیں ہے۔ آئین پاکستان کی رو سے پاکستان میں شریعت اسلامیہ کی بالادستی کا نظریہ بھی اس تعمیر کے مزاحم ہے، لہذا اسلام آباد میں حکومتی خرچے سے مندر بنانے کی بالکل گنجائش نہیں۔ بہر حال اچھا ہوا کہ عدالت نے اس معاملہ کو اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کیا، جو کہ ایک آئینی دارہ ہے، اس کا جو فیصلہ ہوگا وہ سب کو منظور ہوگا۔

دوسری جانب اسلام آباد میں ہی مسجد توحید کو جو کہ اہل حدیث مسلک کے زیر انتظام تھی، اس مسجد کو انتظامیہ نے بغیر کسی نوٹس کے گرا دیا، جس پر اسلام آباد کے تمام مسالک کے علماء نے اس کے خلاف احتجاج کیا، گرفتاریاں دیں اور پھر پورے ملک میں احتجاج ہوا کہ یہ ”مسجد گراؤ اور مندر بناؤ“ والی حکومتی پالیسی ہے۔ اسلام آباد میں مندر بن رہا ہے اور مساجد گرائی جا رہی ہیں۔ ادارہ بینات حکومت کے اس رویہ کی مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ مسجد کو جتنا نقصان پہنچایا گیا ہے، نہ صرف یہ کہ اس نقصان کو پورا کیا جائے، بلکہ جو رقم دس کروڑ روپے مندر بنانے کے لیے منظور کی گئی ہے، وہ تمام رقم اس مسجد کی تعمیر پر خرچ کی جائے، تاکہ مسلمانوں کے قومی خزانے کی رقم صحیح مصرف میں خرچ ہو سکے،

إن أريد إلا الإصلاح ماستطعت ، وماتو فيقي إلا بالله ، عليه توكلت وإليه أنيب .

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

..... ❁ ❁ ❁